بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ آمین بالسر

از افادات: متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ

مذہب اہل السنت والجماعت:

جب کوئی شخص سورۃ فاتحہ پڑھنے سے فارغ ہو جائے تو آمین کہے۔ آمین آہستہ کہنا سنت ہے، چاہے وہ شخص امام ہو، مقتدی ہو یا منفرد۔
(الدر المختار علی حامش رد المحتار ج2 ص237، فتاوی العالمگیریہ ج1 ص82)

مذہب غیر مقلدین:

آمین سورۃ فاتحہ کے تابع ہے۔ جب فاتحہ آہستہ پڑھی جائے تو آمین بھی آہستہ کہی جائے اور جب فاتحہ بلند آواز سے پڑھی جائے تو آمین بھی بلند آواز سے کہی جائے۔ امام اور مقتدی کا یہی حکم ہے، البتہ اکیلے نماز پڑھنے والا آمین آہستہ کہے گا۔ لہذا ظہر اور عصر میں آمین آہستہ کہی جائے اور فجر، مغرب اور عشاء میں بلند آواز سے۔ آہستہ آمین کہنے کی کوئی صحیح صریح حدیث نہیں۔
(صلاۃ الرسول از صادق سیالکوٹی ص158، 164، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز از ابو حمزہ ص183، صلاۃ المصطفیٰ از محمد علی جانباز ص171 وغیرہ)

فائدہ: بعض غیر مقلدین نے اپنی کتب میں بلند آواز سے آمین کہنے کا اثبات کرتے ہوئے باقاعدہ عنوان قائم کیے ہیں کہ "یہودی آمین سے چڑتے ہیں۔" (صلاۃ المصطفیٰ از محمد علی جانباز ص169)

دلائل اہل السنت والجماعت

قرآن کریم:

دلیل: آمین دعا ہے یا اللہ تعالیٰ کا نام، ہر دو صورت میں آہستہ کہنا چاہیے۔

☆ **آمین دعا ہے:**

(1): قال عزوجل: قَالَ قَدۡ أُجِيبَت دَّعۡوَتُكُمَا فَٱسۡتَقِيمَا وَلَا تَتَّبِعَآنِّ سَبِيلَ ٱلَّذِينَ لَا يَعۡلَمُونَ. (سورۃ یونس:89)

تفسیر: اخرج ابو الشیخ عن ابی ھریرۃ قال کان موسیٰ علیہ السلام اذا دعا امن ھارون علیہ السلام علیٰ دعائہ یقول اٰمین۔
(تفسیر الدر المنثور للسیوطی ج3 ص567)

(2): قال عطا, آمین دعا (صحیح البخاری ج1 ص107)

اور دعا میں اصل یہ ہے کہ آہستہ کی جائے:

قال عزوجل: اُدۡعُوا رَبَّكُمۡ تَضَرُّعًا وَخُفۡيَةً. (سورۃ الاعراف:55)

☆ **"آمین" اللہ تعالیٰ کا نام ہے:**

عن ابی ھریرۃ ومجاھد وحکیم ابن جعفر وھلال بن یساف قالوا اٰمین اسم من اسما, اللہ تعالیٰ,

(مصنف ابن ابی شیبۃ ج2 ص316 رقم:15، 16، 17، 18 ماذکروا فی آمین و من کان یقولھا، مصنف عبد الرزاق ج2 ص64 رقم:2652، 2653، باب آمین)

ذکر اللہ میں اصل سر ہے:

قال عزوجل: وَاذۡكُر رَّبَّكَ فِي نَفۡسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً وَدُونَ الۡجَهۡرِ مِنَ الۡقَوۡلِ. (سورۃ الاعراف:205)

فائدہ: جو بات ہم نے بیان کی ہے یہی بات امام فخر الدین الرازی الشافعی رحمہ اللہ م 606ھ نے فرمائی ہے، فرماتے ہیں:

قال ابو حنیفة رحمة الله علیه اخفاء التأمین افضل ،وقال الشافعی رحمة الله علیه اعلانه افضل ،واحتج ابو حنیفة رحمة الله علیه علیٰ صحة قوله قال فی قوله اٰمین وجهان ؛احدهما : انه دعاء ،والثانی: انه من اسماء الله تعالیٰ ،فان کان دعاء وجب اخفاءہ لقوله تعالیٰ اُدْعُوا رَبَّکُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْیَةً الخ وان کان اسما من اسماء الله تعالیٰ وجب اخفاءہ لقوله تعالیٰ: وَاذْکُرْ رَّبَّكَ فِی نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِیفَةً الایة فان لم یثبت الوجوب فلا اقل من الندبیة ونحن نقول بهذا القول۔

(التفسیر الکبیر: ج14 ص131 تحت قولہ: اُدْعُوا رَبَّکُمْ)

احادیث مبارکہ

احادیث مرفوعہ:

دلیل 1:

قد روی الامام الحافظ المحدث ابوداؤد الطیالسی م 204 ھ قال : حدثنا شعبة ، قال : أخبرنی سلمة بن کهیل ، قال : سمعت حجرا أبا العنبس ، قال : سمعت علقمة بن وائل ، یحدث عن وائل ، وقد سمعته من وائل ، أنه صلی مع النبی صلی الله علیه وسلم فلما قرأ (غَیْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَیْهِمْ وَلَا الضَّالِّینَ) قال : « آمین » خَفَضَ بها صوته .

(مسند ابوداؤد الطیالسی ج1 ص577 رقم: 1117، مسند احمد ج14 ص285 رقم: 18756)

وقال الحاکم: هذا حدیث صحیح علی شرط الشیخین ولم یخرجاه۔

قال الذهبی: علی شرط البخاری ومسلم ۔

(مستدرک علی الصحیحین ج2 ص608 رقم:2968 باب قراءۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

اعتراض:

غیر مقلدین کہتے ہیں کہ امام بخاریؒ، امام ابو زرعہ رازی، امام دار قطنی، امام بیہقی وغیرہ نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے۔ کیونکہ امام شعبہ اس حدیث میں غلطی کا شکار ہوئے ہیں کہ اس میں راوی حجر ابو السکن ہے لیکن امام شعبہ رحمہ اللہ نے حجر ابو العنبس بیان کیا ہے۔ هکذا قال الترمذی فی جامعه (ج1 ص168 باب ماجاء فی التامین)

جواب نمبر 1:

امام شعبہ صحیحین اور سنن اربعہ کے حافظ، متقن، امیر المؤمنین فی الحدیث اور ثقہ بالاجماع راوی ہیں۔

(التقریب لابن حجر ص301 رقم الترجمہ 2790 وغیرہ)

اور ثقہ راوی کی زیادتی فی السند والمتن عند الجمہور فقہاء و محدثین مقبول ہے۔

والزیادة مقبولة، (صحیح البخاری ج1 ص201 باب العشر فیما یسقی من ماء السماء والماء الجاری)

أن الزیادة من الثقة مقبولة (مستدرک علی الصحیحین ج1 ص307 کتاب العلم)

لہذا امام شعبہ رحمہ اللہ کا حجر ابو العنبس کہنا زیادتی ثقہ ہونے کی وجہ سے مقبول ہے، غلطی نہیں ہے۔

جواب نمبر 2:

امام حجر ابو العنبس الکوفی رحمہ اللہ کی دو کنیتیں ہیں۔ 1: ابو العنبس 2: ابو السکن

(1)قال الامام ابن ابی حاتم رازی م 327ھ: حجر بن عنبس ابو السکن ویقال ابو العنبس شیخ کوفی مشھور.

(الجرح والتعدیل: ج3 ص278 رقم الترجمہ 3483)

(2)قال الامام ابن حبان م 354ھ: حجر بن العنبس ابو السکن الکوفی وھو الذی یقال لہ حجر ابو العنبس یروی عن علی ووائل بن حجر روی عنہ سلمۃ بن کھیل. (کتاب الثقات لابن حبان ج4 ص177)

(3)قال الامام ابن حجر العسقلانی م 852ھ: حجر بن العنبس الحضرمی ابو العنبس ویقال ابو السکن الکوفی.

قلت[ابن حجر]: وبھذا جزم ابن حبان فی الثقات ان کنیتہ کاسم ابیہ ولکن قال البخاری ان کنیتہ ابوالسکن ,ولا مانع ان یکون لہ کنیتان. (تہذیب التہذیب ج1 ص677، التلخیص الجبیر ج1 ص237)

لہذا امام شعبہ پر وہم کا اعتراض باطل ہے۔

جواب نمبر3:

امام شعبہ "حجر ابو العنبس" کہنے میں منفرد نہیں بلکہ امام سفیان ثوری بھی ان کی متابعت تامہ کررہے ہیں۔امام سفیان الثوری بھی سلمۃ بن کھیل سے روایت کرتے ہوئے حجر ابو العنبس کہتے ہیں۔امام ابو داؤد رحمہ اللہ سند بیان کرتے ہیں:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ عَنْ حُجْرٍ أَبِي الْعَنْبَسِ الْحَضْرَمِيِّ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ.

(سنن ابی داؤد ج1 ص141، 142 باب التامین وراء الامام)

تنبیہہ: امام بخاری رحمہ اللہ نے امام داؤد والی سند سے اس حدیث کو تخریج کیا ہے جو ایک طریق سے سفیان ثوری سے روایت ہے۔لیکن یہاں پر انہوں نے تدلیساً ابو العنبس کو گرادیا ہے۔چنانچہ بیان کرتے ہیں: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ و قبیصۃ قالا حدثنا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ عَنْ حُجْرٍ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ الخ (جزء القراۃ للبخاری مترجم از مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی ص171 رقم الحدیث 235)

لہذا یہ اعتراض باطل ہے۔

دلیل2:

وقد روی الامام الحافظ المحدث ابوداؤد السجستانی م 275ھ قال حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ حَدَّثَنَا سَعِيدٌ حَدَّثَنَا قَتَادَةُ عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ سَمُرَةَ بْنَ جُنْدُبٍ وَعِمْرَانَ بْنَ حُصَيْنٍ تَذَاكَرَا فَحَدَّثَ سَمُرَةُ بْنُ جُنْدُبٍ أَنَّهُ حَفِظَ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ -صلى الله عليه وسلم- سَكْتَتَيْنِ سَكْتَةً إِذَا كَبَّرَ وَسَكْتَةً إِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ (غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلاَ الضَّالِّينَ)

(سنن ابی داؤد: ج1 ص113 باب السکتۃ عند الافتتاح، جامع الترمذی ج1 ص59 باب ماجاء فی السکتتین، سنن ابن ماجہ ص61 باب ماجاء فی سکتتی الامام)

اسنادہ صحیح علی شرط الشیخین.

احادیث موقوفہ ومقطوعہ:

دلیل نمبر1:

قد روی الامام الحافظ المحدث الفقیہ ابوجعفر الطحاوی م 321ھ: قال حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ شُعَيْبٍ الْكَيْسَانِيُّ قَالَ: ثنا عَلِيُّ بْنُ مَعْبَدٍ قَالَ: ثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ عَيَّاشٍ عَنْ أَبِي سَعِيدٍ عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ: كَانَ عُمَرُ وَعَلِيٌّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا لَا يَجْهَرَانِ بِ {بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ} وَلَا بِالتَّعَوُّذِ وَلَا بِالتَّأْمِينِ.

(سنن الطحاوی ج1 ص150 باب قراءۃ بسم اللہ فی الصلاۃ، تہذیب الآثار لابن جریر بحوالہ الجوہر النقی علی سنن البیہقی ج2 ص58 باب جہر الامام بالتامین)

اسنادہ حسن ورواتہ ثقات.

دلیل نمبر 2:

عَنْ أَبِي وَائِلٍ قَالَ: كَانَ عَلِيٌّ وَابْنُ مَسْعُودٍ لا يَجْهَرَانِ بِبِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ وَلا بِالتَّعَوُّذِ وَلا بِآمِينَ.

(المعجم الکبیر ج4 ص566،567رقم 9201،،الجوہر النقی علی سنن البیہقی ج2 ص58 باب جہر الامام بالتامین،المحلی بالآثار ج2 ص280 مسئلہ نمبر 363)

اسنادہ حسن ورواتہ ثقات۔

دلیل 3:

قد روی الامام الحافظ المحدث الفقیہ محمد بن حسن الشیبانی قال اخبرنا ابوحنیفۃ عن حماد عن ابراھیم النخعی قال: اربع یُخَافِتُ بِهِنَّ الامامُ؛ سبحانك اللھم وتعوذ من الشیطان وبسم اللہ وآمین۔

(کتاب الآثار بروایۃ محمد ج1 ص162 رقم 83 باب الجہر ببسم اللہ الرحمن الرحیم،کتاب الآثار بروایۃ ابی یوسف ص21،22 رقم 106 باب افتتاح الصلوٰۃ،مصنف عبدالرزاق ج2 ص57 رقم 2599 باب ما یخفی الامام)

اسنادہ صحیح ورواتہ ثقات۔

اکثر صحابہ کا عمل:

قد قال الامام الحافظ المحدث علاء الدین بن علی بن عثمان ابن الترکمانی م745ھ : والصواب ان الخبر بالجھر بھا والمخافۃ صحیحان وعمل بکل مِّنْ فِعْلَيْهِ جماعةٌ من العلماء وان کنتُ مختاراً خفضَ الصوتِ بھا إذ کان اکثرُ الصحابةِ والتابعينَ علی ذلك۔ (الجوہر النقی علی سنن البیہقی: ج2 ص58 باب جہر الامام بالتامین)

ائمہ مجتہدین:

یہ حضرات مجتہدین رحمہم اللہ آمین بالسر کے قائل تھے۔

1: امام اعظم ابو حنیفہ 150ھ:

اربع یخافت بھن الامام سبحانك اللھم ،وتعوذ من الشیطان ،وبسم اللہ وآمین قال محمد: وبہ ناخذ وھو قول ابی حنیفۃ رحمہ اللہ.

(کتاب الآثار بروایۃ محمد ج1 ص162 رقم 83 باب الجہر ببسم اللہ الرحمن الرحیم)

2: امام سفیان الثوری م161ھ:

قال الامام سفیان الثوری رحمہ اللہ: ثم یقول آمین سراً سواء کان اماماً اوماموماً او منفرداً.

(فقہ سفیان الثوری ص561 باب افعال الصلوۃ)

3: امام محمد بن الحسن الشیبانی م189ھ:

اربع یخافت بھن الامام سبحانك اللھم ،وتعوذ من الشیطان ،وبسم اللہ وآمین قال محمد: وبہ ناخذ.

(کتاب الآثار بروایۃ محمد ج1 ص162 رقم 83 باب الجہر ببسم اللہ الرحمن الرحیم)

4: امام محمد بن ادریس الشافعی م204ھ:

قال الشافعی فی الجدید ان المنفرد والامام والمأموم کل منھم یسر بآمین جھریةً کانت الصلوۃ اوسریةً.

(السعایۃ بحوالہ اوجز المسالک ج2 ص145 باب ماجاء فی التامین خلف الامام)

دلائلِ غیر مقلدین اور ان کا جواب

دلیل 1:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ عَنْ سَلَمَةَ عَنْ حُجْرٍ أَبِي الْعَنْبَسِ الْحَضْرَمِيِّ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَرَأَ وَلَا الضَّالِّينَ قَالَ آمِينَ وَرَفَعَ بِهَا صَوْتَهُ. (سنن ابی داؤد ج1 ص134، 135 باب التامین)

جواب 1:

اس حدیث کی سند میں ایک راوی سفیان ثوری ہے جو کہ بقول زبیر علی زئی غضب کا مدلس ہے اور مدلس کا عنعنہ صحت حدیث کے لئے مانع ہے۔ اور مدلس کا حکم یہ ہے کہ اس کی روایت بغیر تصریح سماع کے قابل عمل نہیں (نور العینین ص138، 139، 148)

لہٰذا یہ روایت ضعیف ہے۔

جواب 2:

اس روایت کے ایک راوی امام سفیان ثوری ہیں اور آپ اخفاءِ آمین کے قائل تھے۔ (فقہ سفیان الثوری: ص561)

اور اصول حدیث کا قاعدہ ہے:

عمل الراوی بخلاف روایته بعد الروایة مما هو خلاف بیقین یسقط العمل به عندنا۔ (المنار مع شرحہ ص194)

کہ راوی کا اپنی روایت کے خلاف عمل کرنا اس روایت سے عمل کو ساقط کر دیتا ہے۔ لہٰذا یہ روایت منسوخ ہے۔

جواب 3:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عمل برائے تعلیم تھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دائمی عادت نہ تھی، جیسا کہ اس روایت سے واضح ہوتا ہے:

روى الامام الحافظ المحدث ابو بشر الدولابی الحنفی م **310ھ**: قال حدثنا الحسن بن علی بن عفان قال حدثنا الحسن بن عطیة قال أنبأنا یحییٰ بن سلمة بن کهیل عن ابیه عن ابی السکن حجر بن عنبس الثقفی قال سمعت وائل بن حجر الحضرمی یقول رأیت رسول الله ﷺ حین فرغ من الصلوة حتی رأیت خده من هذا الجانب ومن هذاالجانب وقرأ غیر المغضوب علیهم ولاالضالین فقال اٰمین یمد بها صوته ما اراه الا یعلمنا۔ (الکنیٰ والاسماء للدولابی ج1 ص441، 442 رقم:1558)

اسناده حسن ورواته ثقات۔

جواب 3 پر اعتراض:

اس کی سند میں یحییٰ بن سلمۃ بن کہیل ضعیف راوی ہے۔

جواب:

امام یحییٰ بن سلمۃ بن کہیل الکوفی م172 او179ھ جامع الترمذی اور صحیح ابن خزیمہ کا مختلف فیہ راوی ہے۔ بعض ائمہ نے جرح کی ہے تو بعض نے ان کی توثیق و تعدیل بھی کی ہے۔ تعدیل و توثیق پیش خدمت ہے:

1: امام ابن حبان: ذکرہ فی الثقات۔ (کتاب الثقات لابن حبان ص655 رقم الترجمہ 11630)

2: امام ابن خزیمہ: "صحیح ابن خزیمہ" میں ان کے طریق سے مروی روایت سے وضع الیدین قبل الرکبتین کے نسخ پر احتجاج کیا ہے۔

(صحیح ابن خزیمہ ج1 ص243 رقم 628 باب ذکر الدلیل علی أن الأمر بوضع الیدین قبل الرکبتین عند السجود منسوخ)

معلوم ہوا کہ یہ راوی امام ابن خزیمہ کے ہاں بھی ثقہ ہے۔

3: امام حاکم: قال هذا حديث صحيح الاسناد. (وفیہ یحیٰ بن سلمۃ بن کھیل). (المستدرک علی الصحیحین: ج2 ص608 تحت رقم الحدیث 2928)

☆ خود غیر مقلدین کے ناصر الدین الالبانی نے ترمذی کی ایک روایت کو "صحیح" کہا ہے اور اس میں یہی "یحیٰ بن سلمۃ بن کھیل" موجود ہے۔ (راجع جامع الترمذی باحکام الالبانی: تحت رقم الحدیث 3805)

محدثین کے ہاں جو راوی مختلف فیہ ہو اس کی روایات حسن درجہ کی ہوتی ہیں۔ (فتح المغیث: ج3 ص359، قواعد فی علوم الحدیث: ص75)

لہذا یہ روایت حسن ہے۔

دلیل 2:

أَخْبَرَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الْحَكَمِ عَنْ شُعَيْبٍ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ أَبِي هِلَالٍ عَنْ نُعَيْمٍ الْمُجْمِرِ قَالَ صَلَّيْتُ وَرَاءَ أَبِي هُرَيْرَةَ فَقَرَأَ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ثُمَّ قَرَأَ بِأُمِّ الْقُرْآنِ حَتَّى إِذَا بَلَغَ { غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ فَقَالَ آمِينَ فَقَالَ النَّاسُ آمِين.

(سنن النسائی ج1 ص144 قِرَاءَةُ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ)

جواب 1:

اس کی سند میں محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم ہے، امام ربیع بن سلیمان الشافعی نے اسے "کذاب" کہا ہے۔ (تہذیب التہذیب: ج5 ص671)

جواب 2:

اس روایت میں جہر کے الفاظ نہیں اور "قال"، "قیل" اور "قول" وغیرہ سے جہر ثابت نہیں ہوتا۔ اگر ان الفاظ سے جہر ثابت ہوتا تو کیا:

أَنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ كَانَ يُكَبِّرُ فِي كُلِّ صَلَاةٍ مِنْ الْمَكْتُوبَةِ وَغَيْرِهَا فِي رَمَضَانَ وَغَيْرِهِ فَيُكَبِّرُ حِينَ يَقُومُ ثُمَّ يُكَبِّرُ حِينَ يَرْكَعُ ثُمَّ يَقُولُ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ثُمَّ يَقُولُ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ. (صحیح البخاری: ج1 ص110 بَاب يَهْوِي بِالتَّكْبِيرِ حِينَ يَسْجُدُ)

اس روایت سے جہر ثابت ہوتا ہے، کیا غیر مقلدین "ربنا لك الحمد" میں جہر کرتے ہیں؟ لہذا یہ روایت آمین بالجہر کی دلیل نہیں۔

دلیل 3:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا صَفْوَانُ بْنُ عِيسَى حَدَّثَنَا بِشْرُ بْنُ رَافِعٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ ابْنِ عَمِّ أَبِي هُرَيْرَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ تَرَكَ النَّاسُ التَّأْمِينَ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَالَ { غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ } قَالَ آمِينَ حَتَّى يَسْمَعَهَا أَهْلُ الصَّفِّ الْأَوَّلِ فَيَرْتَجُّ بِهَا الْمَسْجِدُ. (سنن ابن ماجہ: ص62 باب الجہر بآمین)

کہ حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ عوام الناس نے آمین چھوڑ دی ہے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب "غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ" کہتے تو آمین اتنی بلند آواز سے کہتے کہ پہلی صف کے نمازی آپ کی آواز سن لیتے۔ پس مسجد اس آواز سے گونج اٹھتی۔

جواب 1:

اس کی سند میں ایک راوی بشر بن رافع ہے، ائمہ حدیث نے اسے ضعیف و مجروح قرار دیا ہے۔ مثلاً:

يحدث بالمناكير، ليس بشئی، ضعيف فی الحديث، لا يتابع فی حديثه، يضعف فی الحديث، منكر الحديث، لا نرىٰ له حديثاً قائماً، اتفقوا علىٰ انكار حديثه، طرح ما رواه، ترك الاحتجاج به، لا يختلف علماءُ الحديث فی ذلك.

اور بتصریح ابن حبان ان سے موضوع حدیث بھی آئی ہے۔ (تہذیب لابن حجر: ج1 ص421 رقم الترجمہ 825)

لہذا یہ روایت سخت ضعیف ہے۔

جواب 2:

مسجد نبوی کی چھت چھڑیوں کی تھی اور ایسی مسجد میں آواز گونجا نہیں کرتی۔ تو یہ الفاظ بھی اس کے ضعف پر دلالت کرتے ہیں۔

جواب 3:

اس روایت میں "ترك الناس التامين" کا جملہ خود اس بات کی دلیل ہے کہ آمین بالجہر متروک ہے ورنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کی سنت کو صحابہ اور تابعین کیسے چھوڑ سکتے تھے ؟! رہا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل کو پیش کرنا تو یہ بیان واقعی کے لیے تھا اور اس میں بھی جو آمین جہراً کا ذکر ہے وہ بطور تعلیم کے ہے۔ (جیسا کہ الکنیٰ والاسماء للدولابی کے حوالے سے گزر چکا ہے)

دلیل 4:

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى ، حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ ، وَهُوَ ابْنُ الْعَلَاءِ الزُّبَيْدِيُّ ، حَدَّثَنِي عَمْرُو بْنُ الْحَارِثِ ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ سَالِمٍ ، عَنِ الزُّبَيْدِيِّ ، قَالَ : أَخْبَرَنِي الزُّهْرِيُّ ، عَنْ أَبِي سَلَمَةَ ، وَسَعِيدٍ ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ، قَالَ : كَانَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ أُمِّ الْقُرْآنِ رَفَعَ صَوْتَهُ ، قَالَ : آمِينَ. ۔ (صحیح ابن خزیمہ: ج1 ص313 باب الجہر بآمین عند انقضاء فاتحۃ الکتاب)

جواب 1 :

اس روایت میں ایک راوی اسحاق بن ابراہیم الزبیدی ہے۔ ائمہ نے اس پر جرح کی ہے۔ مثلاً:

ليس بثقه، يكذب، ليس بشئى، كذبه محدث حمص محمد بن عوف الطائی۔

(تہذیب التہذیب: ج1 ص205 رقم الترجمہ 406، میزان الاعتدال: ج1 ص190 رقم الترجمہ 691، المغنی فی الضعفاء: ج1 ص106 رقم الترجمہ 540)

لہٰذا یہ روایت ضعیف ہے۔

جواب 2:

اس روایت کی سند میں دوسرا راوی امام زہری ہے جو کہ بقول زبیر علی زئی کے مدلس ہے۔ (نور العینین: ص118، الحدیث ش32 ص23)

اور مدلس بھی طبقہ ثالثہ کا ہے۔ (طبقات المدلسین لابن حجر: ص:109)

اور زبیر علی زئی نے تصریح کی ہے کہ مدلس کا عنعنہ صحت حدیث کے منافی ہوتا ہے۔ (نور العینین: ص:168)

خود زبیر علی زئی نے اس حدیث کے تحت لکھا: "میری تحقیق میں راجح یہی ہے کہ امام زہری مدلس ہیں۔ لہٰذا یہ سند ضعیف ہے" (القول المتین: 26)

جواب 3:

صحیح ابن خزیمہ کے حاشیہ پر مشہور غیر مقلد ناصر الدین البانی کے حوالہ سے لکھا ہے: اسناده ضعيف۔

(صحیح ابن خزیمہ: ج1 ص313 باب الجہر بآمین عند انقضاء فاتحۃ الکتاب)

دلیل نمبر 5:

أخبرنا أبو طاهر نا أبو بكر نا محمد بن يحيى نا أبو سعيد الجعفي حدثني ابن وهب أخبرني أسامة - وهو ابن زيد - عن نافع عن ابن عمر كان: إذا كان مع الإمام يقرأ بأم القرآن فأمن الناس أمن ابن عمر ورأى تلك السنة۔

(صحیح ابن خزیمہ: ج1 ص313، ص314 رقم الحدیث 572)

جواب 1:

اس روایت کی سند میں راوی ابو سعید يحيى بن سليمان الجعفي ہے. اس پر ائمہ نے جرح کی ہے۔

قال النسائی: لیس بثقۃ ،و قال ابن حبان: ربما اغرب، و قال ابن حجر :صدوق یخطی ولہ احادیث منا کیر

(تہذیب لابن حجر: ج7ص54رقم الترجمہ 8858، تقریب لابن حجر: ص620رقم الترجمہ 7564، المغنی فی الضعفا: ج2ص518رقم الترجمہ 6984)

اور دوسرا راوی اسامہ بن زید اللیثی ہے۔ یہ بھی مجروح ہے۔

قال الامام احمد بن حنبل: لیس بشی ،احادیثہ منا کیر ، وقال یحیی بن معین : ضعیف ،وقال ابو حاتم: لا یحتج بہ، وقال النسائی: لیس بقوی ،وقال ابن حبان : یخطیء ،وترکہ ابن القطان .(تہذیب لابن حجر: ج1 ص199رقم الترجمہ 392)

لہذا یہ روایت ضعیف ہے۔

جواب 2:

مشہور غیر مقلد ناصر الدین البانی نے حاشیہ ابن خزیمہ پر تصریح کی ہے:

قال الألبانی : إسنادہ ضعیف أبو سعید الجعفی اسمہ یحیی بن سلیمان صدوق یخطیء وأسامۃ بن زید إن کان العدوی فضعیف وإن کان اللیثی فھو صدوق یھم و کلاھما یروی عن نافع وعنھما ابن وھب(حاشیہ ابن خزیمہ: ج:2:ص:287)

خلاصہ یہ کہ روایت ضعیف ہے۔

جواب 3:

یہ روایت موقوف بھی ہے اور موقوفات صحابہ غیر مقلدین کے نزدیک حجت نہیں۔

1: و قول صحابی حجت نباشد(عرف الجادی: ص38، فتاوی نذیریہ: ج:1: ص:340، 622)

2: و فعل الصحابی لا یصلح للحجۃ (التاج المکلل از نواب صدیق حسن خان: ص:207)

3: افعال الصحابۃ رضی اللہ عنھم لا تنتھض للاحتجاج بھا ۔ (فتاوی نذیریہ بحوالہ مظالم روپڑی: ص58)

4: صحابہ کا قول حجت نہیں۔(عرف الجادی: ص101)

5: صحابی کا کردار کوئی دلیل نہیں اگرچہ وہ صحیح طور پر ثابت ہوں۔(بدور الاہلہ: ج1ص28)

6: آثار صحابہ سے حجیت قائم نہیں ہوتی۔(عرف الجادی: ص80)

7: خداوند تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے کسی کو صحابہ کرام کے آثار کا غلام نہیں بنایا ہے۔(عرف الجادی: ص80)

8: موقوفات صحابہ حجت نہیں۔(بدور الاہلہ: ص129)

دلیل نمبر 6:

حدثنا العباس بن الولید الخلال الدمشقی. حدثنا مروان بن محمد وأبو مھر قالا حدثنا خالد بن یزید بن صبیح المرمی حدثنا طلحۃ بن عمرو عن عطاء عن ابن عباس قال : - قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم (ما حسدتکم الیھود علی شیء ما حسدتکم علی آمین. فأکثروا من قول آمین) (سنن ابن ماجہ: ص:62 باب الجہر بآمین)

جواب 1:

اس حدیث کی سند میں ایک راوی طلحہ بن عمرو المکی جو عند الجمہور سخت ضعیف ہے ائمہ نے اسے "لا شی، متروک الحدیث، لیس بشی، ضعیف، لیس بالقوی عندھم، لیس بالحافظ، وعامۃ ما یرویہ لا یتابعہ علیہ، وکان ممن روی عن الثقات ما لیس من حدیثھم لا یحل کتب حدیثھم من روایتہ عنہ الا علی جھۃ التعجب" قرار دیا ہے۔

(تہذیب التہذیب: ج3ص300رقم الترجمۃ 3522، میزان الاعتدال: ج2ص311رقم الترجمہ 3812، المغنی فی الضعفاء: ج1ص502رقم الترجمۃ 2975)

جواب2:

سیدہ عائشہ صدیقہؓ سے مرفوعاً صحیح سند کے ساتھ یوں الفاظ بھی آئے ہیں:

ان الیهود قوم حسد وهم لا یحسدون علیٰ شئی کما یحسدون علی السلام وعلیٰ آمین.

(صحیح ابن خزیمہ: ج1 ص315 رقم الحدیث:574 باب الجہر بآمین عند انقضاء فاتحۃ الکتاب فی الصلاۃ)

اور ایک روایت میں " اللهم ربنا لك الحمد" پر حسد کے جملے بھی آئے ہیں، مثلاً:

عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صلى الله عليه وسلم: لَمْ يَحْسُدُونَا الْيَهُودُ بِشَيْءٍ مَا حَسَدُونَا بِثَلَاثٍ: التَّسْلِيمِ، وَالتَّأْمِينِ، وَاللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ.

(السنن الکبریٰ للبیہقی: ج:2: ص:56 باب التأمین)

تو کیا سارے غیر مقلدین مخالفت یہود کرتے ہوئے نماز میں "اللهم ربنا لك الحمد" اور "السلام عليكم ورحمة الله" جہراً کہتے ہیں؟

دلیل7:

أَمَّنَ ابْنُ الزُّبَيْرِ وَمَنْ وَرَاءَهُ حَتَّى إِنَّ لِلْمَسْجِدِ لَلَجَّةً (صحیح البخاری: ج1 ص107 بَاب جَهْرِ الْإِمَامِ بِالتَّأْمِينِ)

جواب1:

امام بخاری نے اس کی سند بیان نہیں کی بلکہ ترجمۃ الباب میں لائے ہیں اور بقول زبیر علی زئی کے "بے سند بات قابل حجت نہیں۔"

(الحدیث شمارہ59: ص:33)

جواب2:

یہ روایت ان کتب میں موجود ہے:

[۱]: مصنف عبد الرزاق میں "عن ابن جریج عن عطاء" کے طریق سے

اس میں پہلا راوی عبد الرزاق ہے۔ زبیر علی زئی اس کے بارے میں لکھتے ہیں:

"اور مصنف عبد الرزاق والی روایت میں عبد الرزاق مدلس اور روایت معنعن...... لہذا یہ سند بھی ضعیف ہے" (ضرب حق: ش33 ص16)

اور خیر سے عبد الرزاق کی یہ روایت بھی معنعن ہے۔

[۲]: مسند الشافعی میں "مسلم بن خالد عن ابن جریج عن عطاء" کے طریق سے

اولاً..... اس میں پہلا راوی امام شافعی ہے، آپ خود فرماتے ہیں:

وَلَا أُحِبُّ أَنْ يَجْهَرُوا بِهَا. (کتاب الام: ج1 ص277 باب التامین عند الفراغ من قراءۃ ام القرآن)

میں اس بات کو پسند نہیں کرتا کہ وہ (مقتدی) بلند آواز سے آمین کہیں۔

جب راوی کا عمل وفتویٰ اپنی مروی کے خلاف ہو تو یہ اس کے منسوخ ہونے کی دلیل ہے۔ کیونکہ اصول حدیث کا قاعدہ ہے:

عمل الراوی بخلاف روایته بعد الروایة مما هو خلاف بیقین یسقط العمل به عندنا. (المنار مع شرحہ ص194)

لہذا یہ روایت ساقط العمل ہے۔

ثانیاً..... دوسرا راوی امام شافعی کا استاذ "مسلم بن خالد" ہے۔ یہ ضعیف عند الجمہور ہے:

1: امام ابو داؤد: ضعفه لکثرة غلطه. (الکاشف للذہبی: ج3 ص121 رقم 5480)

2: امام ابو حاتم الرازی: لیس بذاك القوی، منکر الحدیث..... لا یحتج به. (الجرح والتعدیل: ج8 ص210 رقم 800)

3:امام بخاری:منکر الحدیث۔(التاریخ الکبیر:ج7ص138رقم1097،الضعفاء الصغیر:ص485)

4:امام نسائی:مسلم بن خالد الزنجی ضعیف.(الضعفاء المتروکین للنسائی:ص219)

وقال ایضاً:لیس بالقوی فی الحدیث.(تسمیۃ فقہاء الامصار:ص127)

5:امام علی بن المدینی:لیس بشئی. (الجرح والتعدیل:ج8ص210رقم800)

وقال ایضاً:منکر الحدیث.(الکامل لابن عدی:ج8ص7)

6:امام ساجی: کثیر الغلط. کان یری القدر (میزان الاعتدال:ج4ص323)

7:امام ابن سعد:وکان کثیر الغلط و الخطاء فی حدیثه(الطبقات الکبریٰ:ج5ص449)

8:امام ابن حبان:کان مسلم یخطئی احیانا(کتاب الثقات:ج7ص448)

9:امام عثمان الدارمی:لیس بذاك فی الحدیث(تہذیب التہذیب:ج6ص256)

10:امام یحیٰ ابن معین:فما انکروا علیه حدیثه عن ابن جریج عن عطاء۔(تہذیب التہذیب:ج6ص256)

کہ اس کی روایت "عن ابن جریج عن عطاء" منکر ہوتی ہے اور زیر نظر روایت بھی اسی طریق سے ہے۔

11:علامہ عینی:ضعیف(البنایۃ شرح الہدایۃ:ج1ص635)

12:امام ابوزرعہ الرازی:منکر الحدیث(الضعفاء والمتروکین لابن الجوزی:ج3ص117)

☆حتیٰ کہ زبیر علی زئی نے لکھا ہے:"مسلم بن خالد عند الجمہور ضعیف تھے " (القول المتین:ص48)

لہذا یہ سند ضعیف ہے۔

جواب3:

حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما اور دیگر لوگ سب امتی ہیں اور غیر مقلدین کے نزدیک ان کے افعال واقوال حجت نہیں ۔ (کمامر)

جواب4:

اس اثر میں یہ تصریح نہیں ہے کہ یہ سورۃ فاتحہ کے بعد والی آمین ہے۔ ممکن ہے کہ یہ آمین قنوت نازلہ فی الفجر والی ہو۔ چنانچہ خاتم المحدثین علامہ محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ولعله حین کان یقنت فی الفجر علی عبد الملك وکان هو یقنت علی ابن زبیر وفی مثل هذه الایام تجری المبالغات.

(فیض الباری ج2ص290باب جہر الامام بالتامین)

جواب5:

صحیح بخاری کے اس اثر میں أَمَّنَ ابْنُ الزُّبَيْرِ (فعل ماضی) کا ذکر ہے، اس سے دوام اور تکرار ثابت نہیں ہوتا۔

جواب6:

حضرت ابن زبیر صغار صحابہ میں سے ہیں۔ ہجرت کے بعد اول مولود فی المدینۃ کہلائے۔ آپ نے آمین بالجہر کا عمل کیا جبکہ کبار صحابہ مثلاً حضرت عمر، حضرت عبد اللہ بن مسعود، حضرت علی کے ہاں اس طرح کی آمین کا ثبوت نہیں ملتا۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ ان تمام حضرات کے خلاف یہ عمل اختیار کرنے میں ضرور کوئی مصلحت ہے اور وہ تعلیم ہی ہو سکتی ہے۔ مثلاً حضرت عبد اللہ بن زبیر ہی سے بسم اللہ الرحمن الرحیم جہراً پڑھنے کا اثر منقول ہے۔ علامہ زیلعی نے اس کی مصلحت یہ بیان فرمائی ہے:

قَالَ ابْنُ عَبْدِ الْهَادِي: إِسْنَادُهُ صَحِيحٌ, لَكِنَّهُ يُحْمَلُ عَلَى الْإِعْلَامِ بِأَنَّ قِرَاءَتَهَا سُنَّةٌ, فَإِنَّ الْخُلَفَاءَ الرَّاشِدِينَ كَانُوا يُسِرُّونَ بِهَا, فَظَنَّ كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ أَنَّ قِرَاءَتَهَا بِدْعَةٌ, فَجَهَرَ بِهَا مَنْ جَهَرَ مِنَ الصَّحَابَةِ لِيُعْلِمُوا النَّاسَ أَنَّ قِرَاءَتَهَا سُنَّةٌ, لَا أَنَّهُ فِعْلُهُ دَائِمًا

(نصب الرایۃ: ج1 ص435 باب صفۃ الصلاۃ)

یہی بات ہم آمین بالسر میں کہتے ہیں کہ عبد اللہ بن زبیر نے آمین جہراً کہ کر لوگوں کو تعلیم دی کہ اس مقام پر آمین کہنا سنت ہے۔

دلیل نمبر 8:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا أَمَّنَ الْإِمَامُ فَأَمِّنُوا فَإِنَّهُ مَنْ وَافَقَ تَأْمِينُهُ تَأْمِينَ الْمَلَائِكَةِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ وَقَالَ ابْنُ شِهَابٍ وَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ آمِينَ۔ (صحیح البخاری: بَاب جَهْرِ الْإِمَامِ بِالتَّأْمِينِ)

غیر مقلد کہتے ہیں کہ مقتدی کو پابند کیا گیا ہے کہ جب امام آمین کہے تم بھی آمین کہو۔ ظاہر ہے مقتدی کو آمین کا پتا اس وقت چلے گا جب امام زور سے آمین کہے۔

جواب 1:

یہ بات طے شدہ ہے کہ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ پر آمین کہنا ہے۔ اس لیے جب مقتدی غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ سنتا ہے تو اس کو علم ہو جاتا ہے کہ امام اب آمین کہے گا، لہذا اس سے جہر ثابت نہیں ہوتا۔ مولانا خلیل احمد سہارنپوری فرماتے ہیں:

موضعہ معلوم فلا یستلزم الجھر بہ۔ (بذل المجہود ج2 ص105 باب التامین وراء الامام)

جواب 2:

دیگر روایات (مثلاً: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا قَالَ الْإِمَامُ {غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ} فَقُولُوا آمِينَ۔ صحیح البخاری ج1 ص108)

میں مقتدی کے "آمین" کہنے کو امام کے غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ کہنے پر معلق کیا گیا ہے کہ جب مقتدی "غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ" سنے تو آمین کہے، تو یہ دلیل ہے کہ آمین آہستہ کہی جائے۔ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا فرماتے ہیں:

بل ھو یدل علی الاسرار و الا فلا یحتاج الی التقدیر ولا الضالین۔ (حاشیۃ بذل المجہود ج2 ص104 باب التامین وراء الامام)

جواب 3:

حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتے آمین کہتے ہیں لیکن ان کی آمین ہمیں سنائی نہیں دیتی۔ لہذا ان کی موافقت اسی صورت میں ہے کہ جب آمین آہستہ کہی جائے۔